

## ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا ☆

سیرت ابنی علیۃۃ پر بے شمار کتب سامنے آئی ہیں۔ آپ کی زندگی کا نقشہ ابن الحنفی اور ابن ہشام سے لیکر ڈاکٹر حمید اللہ تک اگر دیکھا جائے تو درمیان میں بہت سے پہلو نظر آئیں گے۔ سیرت کا باقاعدہ آغاز خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ کے زمانہ میں ہوا پھر یہ سلسلہ رفت رفت آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اسے عروج وارتقاء خلافت عباسیہ بغداد کے عہد میں حاصل ہوا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی فرمائش پر اسلامی روایات کا ذخیرہ کاغذات پر منتقل کرنے کی ذمہ داری اس وقت کے سب سے بڑے جید عالم محمد بن مسلم شہاب الزہری (م ۱۲۲ھ) کے کندھے پر ڈالی گئی<sup>(۱)</sup>۔ ایک روایت کے مطابق اموی حکمرانوں کی فرمائش پر انہوں نے سیرت اور مغازی پر مستقل تصانیف چھوڑ دیں تاہم یہ کتابیں ہم تک نہ پہنچ سکیں۔

ایک بات جو مکمل دیانت داری کے ساتھ کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ فن مغازی پر سب سے بڑا نام موسیٰ بن عقبہ (م ۱۳۱ھ) کا ہے تاہم ابتدائی سیرت نگاروں میں اباان بن عثمان، عروة بن زید، عاصم بن عمر، عبداللہ بن ابو بکر محمد بن عمر بن حزم اور ابوالسود محمد عبدالرحمن کے نام بھی لئے جا سکتے ہیں<sup>(۲)</sup>۔

فن سیرت کے امام محمد بن اسحاق نے سیرت میں جو معلومات فراہم کیں ان پر بعد میں آنے والے مورثین اور مصنفین نے اعتناد کیا اور اسے ماذد اولین قرار دیا۔ ابن خلدون اور امام طبری نے بھی اس کتاب سے حوالے دیئے۔ ساتویں صدی تک یہ کتاب محفوظ رہی بعدازماں یہ سہرہ ڈاکٹر حمید اللہ کے سر جاتا ہے کہ وہ اس کتاب کے کچھ صفحات محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئے تاہم این اسحاق کی سیرت کو ابن ہشام (م ۱۳۱ھ) نے محفوظ کیا۔ اس کتاب کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ لوگ اصل کتاب کو بھول گئے۔

☆ شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

پھر ہر دور میں سیرت نگار آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر اپنے اپنے انداز میں مختلف زبانوں میں علم کے موئی بھیرتے رہے۔

انیسویں صدی عیسوی میں سیرت نگاری پر مناظراتہ رنگ غالب رہا جبکہ بیسویں صدی سیرت نگاری کے زریں دور کے طور پر سامنے آئی اس صدی کی ابتداء سے ہی ایسے روشن خیال مصنفین مظفر عالم پر آئے۔ جو عشق رسول ﷺ سے مرشار، تصنیف و تالیف کی نازک ذمہ داریوں سے واقف اور نئے علم و حالات سے آگاہ تھے۔

جب ہم برصیر میں داخل ہوتے ہیں تو ہماری سب سے پہلی نظر سرید احمد خاں پر پڑتی ہے جنہوں نے مستشرقین کی گمراہ کن سرگرمیوں کا مدل اور موثر جواب دیا۔ سرید احمد خاں نے سرویم میور کی کتاب ”لائف آف محمد“ کے جواب میں اپنی مشہور زمانہ کتاب ”خطبات احمدیہ“ تحریر کی۔ بقول مولانا الطاف حسین حاٹی سرید اس کتاب کا جواب دینے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے<sup>(۳)</sup>۔

برصیر میں خدمت سیرت کے سلسلہ میں ایک اور نام قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا ہے اُن کی ”رحمۃ للعالمین“ کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی وہ شبی کی سیرت النبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی کتاب کے حصے میں نہیں آئی۔

اگر سرید کی خطبات احمدیہ اور منصور پوری کی رحمۃ للعالمین کا تقابل کریں تو جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے:-

”سرید کی خطبات احمدیہ میں کارلائیں، گھنی، ڈیون پورٹ، گاؤفرے ہکنز، لیم میور، پادری فذر، اسپرگر، جارج سیل، پریڈہ پوکاک وغیرہ کے ناموں کی حکمران ہے جبکہ رحمۃ للعالمین کے صفحے پر کتاب پیدائش، کتاب استثناء، کتاب یعیا، کتاب خروج، کتاب تواریخ، کتاب سلاطین، انجلیل لوقا، انجلیل متی، انجلیل یوحنا، مکاشفات یوحنا، ملکی نبی کی کتاب، یرمیا نبی کی کتاب اور یوناہ نبی کی کتاب کے نام دکھائی دیئے ہیں<sup>(۴)</sup>۔

اگر منصور پوری کی کتاب کا شبی کی سیرت النبی ﷺ سے تقابل کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ رحمۃ للعالمین کا تعلق دل سے ہے اور سیرت النبی ﷺ کا دماغ سے<sup>(۵)</sup>۔

شبی کی سیرت النبی ﷺ کا اسلوب نہایت دلکش ہے اس میں جن اصولوں کو رو رکھا گیا ہے ان سے اختلافات کی گنجائش نہیں۔ مولانا شبی نے یورپیں سیرت نگاروں کے انکار باطل کی نہ صرف تردید

کی بلکہ ان کے تمام ارثات کی قلمی کھول دی۔ انہوں نے بے بنیاد اور مبتکوک بیانات کو بھی ہدف تنقید بنا لیا۔ مکمل کتاب سید سلیمان نبوی کی مدد سے سمجھیل پڑی ہوئی وہ سید سلیمان ندویؒ کو زندگی کے آخری الفاظ کہتے ہیں۔

سیرت، سیرت یعنی سب کام چھوڑ کر سیرت مکمل کرنا۔ سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبی ﷺ کے اسلوب اور خیالات کا حق ادا کر دیا۔ بقول اختر وقار عظیم:

آج تک سیرۃ النبی ﷺ سے زیادہ محققانہ عمدہ اور جامع کتاب سیرت رسول کریم ﷺ پر نہیں کامیاب ہی (۱)۔

سیرت النبی ﷺ پر بے شمار کام سامنے آئے مثلاً مناظر احسن گیلانی کی النبی الخاتم، مولانا اوریس کا مذہلوی کی سیرت المصطفیٰ، فیض صدیقی کی محسن انسانیت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی سیرت سرور دو عالم، ڈاکٹر خالد علوی کی انسان کامل و پیر کرم شاہ کی ضیاء النبی، اکرم رانا کی محمد رسول اللہ ﷺ سب کچھ اپنی جگہ لیکن سیرت نگاروں میں جو اہم نام ڈاکٹر محمد حیدر اللہ کا ہے وہ کسی کا نہیں اگر انہیں دور جدید کا ”امام سیرت“ کہہ دیں تو مضائقہ نہ ہوگا۔

ڈاکٹر حیدر اللہ کو جب سیرت کے کام سے دچھپی ہوئی تو پھر ساری زندگی اسی میں وقف کر دی۔ سیرت سے ان کی وابستگی کا یہ حال تھا کہ ان کی تحقیقی خدمات پر حکومت پاکستان نے دس لاکھ کی رقم بطور ایوارڈ دی۔ جو انہوں نے ادارہ تحقیقات اسلام آباد کے کتب خانہ کو بطور عطا یہ پیش کر دی۔

سیرت النبی ﷺ پر آپ کا تحقیقی کام اپنے انداز کا ایک منفرد کام ہے۔ آپ نے گذشت ۶۰ سالوں میں سیرت سے متعلق تقریباً ہر موضوع پر لب کشائی کی۔ آپ اسلامی علوم کے ماہر، ایک اعلیٰ رائے کے محقق اور صاف گو مصنف تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی مختلف زبانوں مثلاً اردو، عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی، اطالوی اور یونانی زبانوں میں مہارت اور ان میں موجود تحریری سرمائے سے استفادہ آپ کے تحقیقی کام کو ممتاز بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر حیدر اللہ ایک عالم باغل سیرت نگار تھے۔ آپ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے جو پڑھا تحقیق کی اور جو لکھا اس پر عمل بھی کیا۔ آپ کی سیرت پر لکھی ہوئی کتب علمی دیانت، تحقیقی متنات اور تدریسی وضاحت کا شاہکار ہیں۔ یہ کتابیں ایک صاحب فن کی محققانہ جستجو کا مجموعہ ہیں۔ آپ نے بے لائگ تبصرے اور تجزیے کئے ہیں۔ واقعات و حقائق کو البحانے کی بجائے سلبھایا ہے۔ آنے والے

سیرت نگاروں کے لئے نئی راہوں پر قدمیں جلائی ہیں۔ غور و فکر کے درتیپے کھولے ہیں۔ آپ نے اپنی تحریر و میں جذباتیت کو نزدیک نہیں آنے دیا۔ اختلافی مسائل کو زیادہ زیر بحث نہیں لائے۔ کسی مسئلے پر اصرار نہیں کیا۔ بیان کو شفقت اور لوگوں کی ہنگی سطح کو مد نظر رکھا، خود سوال اخھائے اور جواب دیئے۔

## حقیقت پسند سیرت نگار

ڈاکٹر حمید اللہ ایک حقیقت پسند سیرت نگار تھے۔ وہ کسی بات کو مصلحتاً پوشیدہ رکھنے کے قائل نہ تھے۔ اس بات کا تذکرہ انہوں نے ”رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی“ میں وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:- ”حبيب خدا“ روحنا فدا“ کی ذات دوستوں کی تعریف و توصیف سے بھی اسی طرح بالا ہے جس طرح دشمنوں کی طرف تو تشنج سے۔ خدا سلف صالحین کو جزاً خردے کہ انہوں نے بڑی دیانت داری سے سیرت خیر البشر ﷺ کے ہر پہلو کو بے کم و کاست بعد والوں کے لئے محفوظ کیا اور لومتہ لام کی پرواہ کے بغیر ان چیزوں کو بیان کر دیا جو پہلی نظر میں بعض دوستوں کو پسند نہیں آتیں اگرچہ ذرا غائز نظر ڈالنے والا اس ظاہری وجہے کے حسن و کمال پر پھر ڈکھتا ہے۔<sup>(۷)</sup>

ڈاکٹر حمید اللہ Why a new Religion? کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ تمام مذاہب کی تعلیمات نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے وقت موجود تھیں لیکن پھر بھی انہوں نے آپ کے ذہن کو مطمئن نہ کیا؟

Why none of these satisfied the honest mind of Muhammad?

اس سوال کے جواب کے لئے انہوں نے تفصیلی جواب تیار کیا اور ثابت کیا کہ ہر مذهب نے ایک نئی کی نہ صرف خوش خبری دی بلکہ وہ اس انتظار میں Some one yet to come یہ انتظار محمد عربی ﷺ کی آمد سے پورا ہو گیا۔ اب مسلم اور غیر مسلم، رسول اکرم ﷺ کی زندگی کو پڑھ کر اپنی زندگی سنوارنے کی بات کریں۔

## سم شدہ کتب کی بازیافت

ڈاکٹر حمید اللہ تحقیق و تفتیش کے دلدادہ تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ سے ازحد عشق تھا۔ یا یوں کہیے کہ عشق رسول سے سرشار تھے آپ ﷺ کے تحریر کردہ خطوط کی تلاش و بازیابی کا سہرا انہی کے سر ہے، آپ نے ان خطوط کو شائع کیا۔ فرانسیسی کتاب Six originaux des letters

diplomatques du Prophet de l' Islam, Paris 1986 میں ان کا ریکارڈ محفوظ

ہے نیز ان کے عکس محمد رسول اللہ ﷺ ( Muhammad Rasul Allah ) میں شامل ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کا ایک اور کارنامہ محمد بن ابی طالب کی صحیح ترین اور مستند ترین کتاب کی اشاعت ہے محمد الفاسی نقش کے رسول نمبر میں رقطراز میں "علامہ محقق استاد محمد حمید اللہ نے اس کتاب کو مصہد شہود پر لانے اور اس کی طباعت میں جو کوشش کی ہے، میں اس کی تعریف و تحسین کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے اس کی صحیح و مراجعت میں بزرگوں کے سے صبر کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ اس ضمن میں مغرب کے علاوہ دیگر علاقوں سے خط و کتابت مطلوب تھی اور اس کے لئے طویل عرصہ در کار تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اس جلیل القدر کتاب کو پرہدہ اخفاء سے نکال کر اس تحقیقی اور تیقینی اشاعت کا کام کمل کر دیا ہے۔<sup>(۸)</sup>

محمد طفیل لکھتے ہیں "جب میں نے ڈاکٹر حمید اللہ کو یہ لکھا کہ رسول نمبر کے لئے کوئی خاص چیز بھیجئے تو انہوں نے بتایا کہ سیرت ابن احراق دریافت ہوئی ہے مسودہ بھی تیار کر کے پبلشر کے حوالے کر دیا ہے مگر وہ ابھی تک نہیں چھپی پبلشر کو خط لکھئے کہ جلد چھاپ دے۔ چھپ جائے تو آپ اس کا اردو ترجمہ شائع کر دیں۔ چنانچہ اسیا کیا گیا ۴۰۰۰ ہم پہلے یہ جملہ پڑھتے تھے کہ ابن احراق نے یہ کہا۔ اب یوں پڑھیں گے کہ ابن احراق نے یہ لکھا۔<sup>(۹)</sup>

ڈاکٹر صاحب کا اس سے بھی بڑھ کر جو کارنامہ ہے وہ ہے نادر و نایاب ذخیرہ حدیث صحیفہ ہمام بن منبه کی تحقیق و اشاعت یہ حدیث کا قدیم ترین جمود ہے۔ اسے حیدر آباد دکن سے دو تین مرتبہ شائع کیا گیا انگریزی، فرانسیسی اور ترکی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ پاکستان سے بھی ۱۹۵۶ء میں اسے شائع کیا گیا۔ دمشق کی عربی اکادمی نے اپنے س ماہی مجلہ اجمع العربی کے چار نمبروں میں بالاقساط جاری کیا۔ ڈاکٹر صاحب کے بڑے بھائی محمد جبیب اللہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ہمام بن منبه کی احادیث کا بخاری و مسلم سے تحریق احادیث کا کام بھی انجام دیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ نے انقرہ یونیورسٹی کے کتب خانے سے ہمام بن منبه کے شاگرد مسعود بن راشد کا صحیفہ بھی ڈھونڈا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا سیرت کے حوالے سے اور کارنامہ مشہور مورخ البلاذری کی سیرہ التبی پر کتاب "انساب الاضراف" کی تاپید جلدیوں کو مدون کرنا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے جغرافیہ، سیرت اور عکسکریات سیرت کا نہ صرف قدیم ترین مأخذ سے مطالعہ کیا بلکہ خود کئی ماہ مدینہ منورہ رہ کر غزوہات نبوی کے مقامات کا مشاہدہ کیا۔ مقامات کو خود ناپ ناپ کر ان

کے فاسطے تھیں کئے اور نقشے تیار کئے۔

سیرت النبی ﷺ کا "On the spot" مطالعہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔  
ڈاکٹر حمید اللہ نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی طرح غزوتوں کے میدانوں کا خود معاونہ اور مشاہدہ کیا۔

### ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سوالیہ انداز

ڈاکٹر حمید اللہ جب غزوہ احمد کے بارے لکھنے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں تو انہیں یہ خیال جاگزیں ہوتا ہے کہ یہ مدینہ کے سامنے کی بجائے شہر کے پیچھے کیوں ہوتی؟ بس پھر کیا تھا، اس تنگی کو بچانے کے لئے لکھنا ملتی کر دیا۔ مکہ اور مدینہ کے تمام کتب خانے چھان مارے۔ لوگوں سے گفتگو کی۔ مقامی بدوؤں سے ملاقاتیں کیں لیکن پڑتہ نہ چل سکا۔ بالآخر ایک کتاب ہاتھ گلی جس میں یہ درج تھا: "جب کفار مکہ جنگ کے لئے نکلے تو ان کے پاس تیز رفتار سواریاں تھیں انہوں نے طے کیا کہ سیدھے مدینہ کا رخ کرنے کی بجائے دور دور سے ہوتے ہوئے مدینہ کے پیچھے سے عقب میں حملہ کیا جائے" ڈاکٹر صاحب کو جب تسلی ہوئی تو اپنی نامور کتاب "عہد نبوی" کے میدان جنگ "مکمل کی" (۱۰)۔ خندق کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ خندق اتنی چوڑی تھی کہ تیزی سے دوڑنے والا گھوڑا بھی اسے عبور نہ کر سکتا تھا اور گھر انی اس قدر تھی کہ اندر کوئی آدمی ہو تو اپنے آپ باہر نہ آ سکے۔

آپ کے نزدیک جنگ خندق کا خاتمہ ذیقعده کے شروع ہونے سے ہوا کیونکہ یہ شہر حرم کا آغاز تھا اور قریش اس ماہ میں "مدہماً" جنگ نہیں کر سکتے تھے۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں میری رائے میں محاصرے کی برخانگی کی بڑی وجہ اور اصل وجہ یہی ہو گی درہ مخفی طوفان ابوسفیان جیسے مستقل مراجح شخص کو اپنی دھن سے پلنے میں شاید کامیاب نہ ہوتا۔" ہنین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ ملاقیہ طائف کے جنوب میں کافی فاسطے پر تھا نہ کہ عرب کے شمال میں جیسا کہ شبیل مرحوم نے سیرت النبی ﷺ میں لکھا ہے۔

۳۔ جنگ بدر کے حوالہ سے ڈاکٹر حمید اللہ کا سوال ہے کہ کیا مسلمان ابوسفیان کے قافلے کے لئے نکلے تھے یا جنگ کے لئے؟ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان ابوسفیان کے قافلہ کو حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے وہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور بعد ازاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدر کے مقام پر جا کر ذیرے ڈال دیے۔ اور وہیں رکے رہے۔

آن کے نزدیک یہ لوٹ لینا ڈاکر کے مترادف نہیں کیونکہ "ڈاکر اس وقت سمجھا جائے گا جب یہ

بے قصور ہوں اور لوئے والے حکومت نہیں بلکہ خانگی افراد ہوں اور دو سلطنتوں میں کشیدگی پر جان و مال و آبرو کے خلاف بھی ہر فریق دوسرے کو تقصیان پہچانے کا پورا حق رکھتا ہے،“<sup>(۱۱)</sup>۔

### اچھوتا انداز

ڈاکٹر صاحب کا انداز تحقیق نہایت ہی عمدہ اور اچھوتا ہے۔ آپ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش 17 جون 569 تحریر کی ہے حالانکہ دیگر سیرت نگار اسے 571 پیان کرتے ہیں۔ ”محمد رسول اللہ“ میں لکھتے ہیں:

It was on Monday 17th June 569 of christian era, that a boy was born in an obscure part of the world at Mecca,in the desert continent of Arabia.<sup>(۱۲)</sup>

### سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے سوالات کے جوابات

ڈاکٹر صاحب کی تحریروں میں عام مبلغوں جیسی جذباتیت کی بجائے معقولیت اور فکری اپیل ہوتی ہے وہ قدیم و جدید دونوں مآخذ کے مطالعے کے بعد اپنے تائج پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحریریں دلکش اور جاذب اسلوب کا نمونہ ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریروں کو سمجھنے کیلئے بھی ایک ذوق اور مطالعہ کی وسعت ضروری ہے۔ آپ نے ”مکتوب نبوی یا نام نجاشی“ کی نبی دستیابی کے عنوان سے مستشرقین یورپ مسٹر ڈنلپ کے جوابات تحریر کئے۔ ڈنلپ (Donlop) کا یہ کہنا تھا کہ آپ نے خطوط بھیجے ہی نہیں آپ اپنے صرف عالمگیر نبی نہیں سمجھتے تھے بلکہ صرف عرب کی اصلاح چاہتے تھے۔ بعد میں جب عیسائی مسلمان ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام دنیا میں اپنے حواری تبلیغ کے لئے بھیجے تھے تو مسلمانوں نے بھی اپنے نبی کی عزت بڑھانے کے لئے یہ قصہ گھر لیا۔

ڈاکٹر حیدر اللہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک بے شکاعت امراض ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات بتاتی ہیں کہ رسول عربی ﷺ عالمگیر نبی تھے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان ہونے کی وجہ سے اس عالم اسباب میں آپ نے اپنی تبلیغی زندگی صرف جماں میں گزاری۔ اس کے برخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خود انجیل میں کسی جگہ مذکور ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں حتیٰ کہ اپنے مبلغوں کو بھی ہدایت کی تھی کہ غیر یہودیوں میں تبلیغ نہ کریں اور فرمایا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی بھیزوں کے لئے بھیجا

گیا ہوں۔

مستشرقین نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ مقویٰ اور منذر بن ساویٰ کو جو مکتوبات تحریر کئے گئے وہ جعلیٰ تھے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ یہ اعتراضات ناواقف اور جاہل لوگوں کے ہیں۔

برٹش میوزیم کے ماہرین کی طرف سے یہ دعویٰ کہ موجودہ بھلی جعلیٰ ہے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں ماہرین میں جتنا مصلحتہ خیز اختلاف سامنے آتا ہے ان حالات میں یہ رائے قابل قبول نہیں۔ ایک اور اعتراض جو ان خطوط کے حوالے سے دانغا گیا ہے وہ ہے کہ ان کا خط قرآن کے نسخوں کے خط سے کافی مختلف ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کا خط آرائش سے لکھا جاتا تھا جبکہ سرکاری مراحلے دفتری خط میں لکھے جاتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے ان خطوط کے صحیح ہونے کے حق میں جو دلائل دیے ہیں ان میں مہر کے بارے میں لکھتے ہیں: دونوں دستیاب شدہ خطوط کی مہر ایک جیسی ہے نیز جو خطوط روانہ ہوئے ان پر نقطے اور اعراب بالکل نہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خط اصلی ہیں کیونکہ نقطے اور اعراب لگانے کا رواج بعد میں آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ توجیہ بڑی منطقی ہے اور اسکے رد کی دلیل لانا بہت مشکل ہے۔ اس کے علاوہ وہ لکھتے ہیں کہ تحریر کا شاکل بھی بہت پرانا ہے اور جس طرح لکھا گیا ہے یہ اسی دور کی تحریر نظر آتی ہے۔

### ادبی اسلوب نگارش

ڈاکٹر صاحب کی تحریر ادبی تحریر کا مقابلہ کرتی ہے ملاحظہ ہو ایک اقتباس:

”27 رمضان 13ھ کو شہر مکہ کے مضافات میں جبل نور کے غار حرا سے ایک بھلی کونڈی اور سینکڑوں سال سے حق کی تلاش میں انسان جس سرگردانی میں جتنا تھا اس سے اسے نجات مل گئی۔ اپنے اور اپنے بنا نے والے کے صحیح تعلقات اور اپنی زندگی کا مقصد معلوم کرنے کے سلسلے میں وہ من مانی باقی اور من گھڑت اہم سے جس تاریکی میں گھسا چلا جا رہا تھا اور مختلف ادوار میں کسی روزن سے ہلکی سی روشنی آنے کے بعد وہ پھر جلد ہی جس بھول بھلیاں میں پھنس جاتا تھا اسے اس سے باہر آنے کا راستہ مل گیا اور اس نے یہ عجیب چیز محسوس کی کہ وہ اب تک غار کے دروازے میں اندر کی طرف منہ کئے کھڑا ہے اس نے منه دوسری طرف کیا اور توحید کے روشن میدان میں نکل

آیا،“<sup>(۱۳)</sup>

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”میں ایک صحرائیں ہوں جہاں کتابوں کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے دھوکی جگہ تم کرنا پڑا ہے“<sup>(۱۴)</sup>۔

تحریر کی دلکشی کا انداز اس پیراگراف سے ملاحظہ فرمائیں: ”ایرانیوں کو اپنے گورے رنگ پر اتنا ناز تھا کہ جیشیوں اور ہندوؤں کو کوئے کہا کرتے تھے۔ عربوں کو اپنی زبان کی ساخت اور مفہوم کی ادائیگی کا صلاحیت پر اتنا ناز تھا کہ اپنے سوا ساری دنیا کو گونا گونا سمجھتے تھے“<sup>(۱۵)</sup>۔

### سیرت کے مطالعہ کی اہمیت

ڈاکٹر حمید اللہ نے ”رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی“ میں ایک سوال اٹھایا ہے کہ رسول اسلام ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اب بھی کیوں ضروری ہے۔ جب کہ آپ ﷺ کی وفات پر چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ ان کے نزدیک علوم و فنون میں بے انتہا ترقی ہو چکی ہے۔ متعدد قوموں کے ماحول اور تصور حیات میں زمین و آسمان کا فرق آچکا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے اس بات کا جواب اس انداز سے دیا ہے کہ سیرت کے مطالعہ کی اہمیت ایک بار پھر بڑھ گئی ہے: ”یوں تو کسی مسلمان کی زندگی اسی وقت اسلامی کھلائی ہے جب وہ قرآن مجید کے احکام کے مطابق ہو لیکن قرآن نے خود متعدد جگہوں پر سنت نبوی کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا ہے اور اسے واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ اس سے سنت نبوی ﷺ کی حیثیت بھی جزو قرآن نہیں تو کم از کم ضمیرہ قرآن اور تحریر قرآن کی ہو جاتی ہے“<sup>۱۶</sup>۔ ”پیشوائے اعظم“ سردار دو عالم کا قول، آپ کا فعل اور جن چیزوں کو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں برقرار رکھا ان سب پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خود احکام قرآنی پر ہے۔

غیر مسلم کے لئے مطالعہ سیرت کیوں ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب رقطراز ہیں: ”جب ہم سے کوئی شخص یہ بیان کرے کہ میں تمہارے فائدے کی بات کرنا چاہتا ہوں تو کون عقل سلیم رکھنے والا ایسا ہے جو اس بات کو سنبھالنے سے انکار کر دے نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ بہب یہ فرمایا تھا کہ میں تمام عالموں کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں اور میرے لائے ہوئے دین کے بغیر دنیا اور آخرت کی بھلائی حقیقت میں نصیب نہیں ہو سکتی تو اویسی طبیعت رکھنے والوں نے مٹھوں شروع کیا اور مخالفت پر اتر آئے اور سمجھدہ لوگوں نے اس کے برخلاف دین اسلام کے بارے سوال کیے پھر جواب

اور تو پنج پر بخت دل سے غور کیا اور جس کی رائے میں بات معقول تھی اس نے اس دین کو قبول کر لیا۔<sup>(۱۲)</sup>

ڈاکٹر حمید اللہ تقابلی انداز میں لفتگو کرتے ہوئے سیرت کی اہمیت یوں ابھارتے ہیں: ”سکندر اعظم، پونلین، ہتلر کی زندگی صرف ایک سپر سالار اور فاخت کے لئے مفید مواد مطالعے کے لئے پیش کر سکتی ہے، گوم ہدھ کی زندگی ریاضت و عبادت میں دلچسپی رکھنے والوں کے ہمراہ صرف ایک شاعر تھا۔ افلاطون و ارسطو حکیم و فلسفی تھے۔ اس کے برخلاف نبی کریم ﷺ کی زندگی کو اگر دیکھا جائے تو اس کی ہمہ جتنی حیثیت، قول و فعل کی یکسانی، معقول علمیت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زندگی ہی میں کامیابی کے لحاظ سے ایک بے نظیر چیز ہے۔“<sup>(۱۳)</sup>

### عورتوں کے لئے سیرۃ النبی ﷺ میں دلچسپی

ڈاکٹر حمید اللہ نے سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے آپ کی زندگی میں ان عورتوں کا تذکرہ بعنوان ”تبیخ دین میں عورتوں نے کیا ہاتھ بٹایا“ کیا ہے۔ اس سے ایک تو عورتوں کا تذکرہ منقصو ہے دوسرا موجودہ دور کی عورت محسوس کر سکتی ہے کہ مقابلنا وہ کہاں کھڑی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے مشکل ترین حالات میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ حضرت خدیجہؓ کی دولت تیہوں، مسکینوں، بیواؤں کی خدمت گزاری میں صرف ہوئی لوڈی اور غلاموں کیلئے بھی خدیجہؓ کا اسوہ قابل ذکر رہا۔ ام شریک نے قریش کی عورتوں میں تبلیغ کی اور ان کی کوششوں سے بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سعیؓ پر یہ شمار مظالم توزے گئے مگر انہوں نے کلد حق کو یعنی سے لگائے رکھا یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئیں۔ فاطمہؓ بنت خطابؓ حضرت عمرؓ کی بہن نے بھی حضرت عمرؓ کو متاثر کر کے مسلمان ہونے کی طرف مائل کر دیا۔ ان کے علاوہ سعدی بنت کریز، ام سلیم، ام ورقہ قابل ذکر ہیں۔

ام ورقہ حافظہ قرآن ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ان کو مکہ کی مسجد میں امام مقرر فرمایا تھا۔ شفا بنت عبد اللہ العدویہ کو آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر مامور کیا تھا۔ ”ڈاکٹر صاحب نے ان تمام عورتوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور لکھا کہ ”انہوں نے رسول اکرم ﷺ کا ہاتھ خوب بٹایا اور اسلام کی راہ میں انہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں بھی برداشت کیں۔“<sup>(۱۴)</sup>

## مسئلہ تعدد ازدواج

تعدد ازدواج پر ڈاکٹر صاحب کی اپنی ایک رائے ہے اس سے اتفاق یا اختلاف کیا جا سکتا ہے بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ جب بیویوں کی تعداد کے بارے میں قرآنی حکم آیا تو رسول خدا نے ایسے مسلمانوں کو جن کی چار سے زائد بیویاں تھیں حکم دیا کہ وہ زیادہ بیویوں کو طلاق دے دیں تو اس وقت رسول خدا کی تو بیویاں تھیں مگر انہوں نے اس قانون پر خود عمل کیوں نہ کیا؟ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ رسول خدا ﷺ نے درج ذیل انداز میں اس حکم پر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے تمام بیویوں کو ایک جگہ جمع کر کے اس قرآنی حکم کے بارے میں آگاہ کیا اور فرمایا کہ مجھے تم میں سے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے اب یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تم میں سے کون طلاق حاصل کرنا پسند کرتی ہے اور کون میری اہلیت کے طور پر زندگی برکرنا چاہتی ہے بھلا کوئی مسلم خاتون نبی کی زوجہ ہونے کے شرف کو کھونا چاہتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں تم سب کو اپنی بیوی کی طرح رکھنے پر تیار ہوں مگر ایک شرط یہ کہ میں ازدواجی تعلقات صرف چار سے رکھوں گا۔ اس پر سب نے اتفاق کیا نبی کریم ﷺ ان میں رو بدل کرتے رہتے تھے کچھ عرصہ بعد پہلی چار کی جگہ دوسرا چار لے لیتی تھیں ”دوسرا وجہ ڈاکٹر حمید اللہ کے نزدیک یہ تھی کہ آپ کی ان سے شادی ذاتی مقاد کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی خوشودی اور اسلامی کی اشاعت کے لئے تھی۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ جواب کہ کوئی بھی ان سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتی تھی بڑا دل کو گلتا ہے اگر اس وقت آیت کاشان نزول یہ مان لیا جائے کہ اس کے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوک ہیں اور اللہ ہر چیز پر گران ہے،<sup>(۱۹)</sup>

نبی کریم ﷺ کی شادیوں کو ڈاکٹر حمید اللہ نے متعدد قبائل کی اسلام میں نمائندگی قرار دیا۔ اور پھر ان امہات المؤمنین کے اثرات سے اسلام کی مرکزیت مضبوط کرنے میں بہت فائدہ پہنچا، ازدواج مطہرات اپنے اپنے قبیلہ کی بااثر خواتین تھیں جن کی بدولت اسلام کو تقویت ملی اور بے شمار قبائل آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔

کے میں بی بی خدیجہؓ کا تعلق قبیلہ بنی اسد بن عبد العزیز سے تھا، بی بی سودہؓ کا بی بی عامر لوبی سے، بی بی عائشۃؓ کا بی بی تھیم سے، بی بی حصہؓ کا بی بی عدی سے، بی بی ام سلم کا بی بی مخزوم سے، بی بی

ام جبیہ ”کا بنی امیہ سے، بنی بن نصب“ بن جحش کا قبیلہ بنی اسد بن خزیرہ سے، بنی بن ماریہ قبطیہ کا مصر سے اور بنی صفیہ ”کا تعلق خیر کے یہودیوں سے تھا (۲۰)۔

آپ کی بیوی حضرت عائشہؓ کو فقہ، ادب، شاعری اور طب میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ آپؓ نے فرمایا: آدھا علم عائشہؓ سے حاصل کرو۔

سیرت کا نیارنگ

ڈاکٹر حمید اللہ نے سیرت کے ہر پہلو کا ایک منے رنگ سے مطالعہ کیا آپ نے مکہ اور مدینہ کی  
گلگیوں میں اپنے دن رات صرف کئے۔ مقامات جگ میں پیش کر ۱۲ سو سالہ تاریخ کا جائزہ لیا۔  
مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان سے سوال و جواب کی محفلیں سجائیں۔ اور اق عالم کا مطالعہ کیا،  
بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے سے نگار کی کاؤشوں کو بھی پیش نظر رکھ کر اپنے مطالعہ  
و مشاہدہ کو قلمبند فرمایا۔

ان میں چند عنوانات یہ ہو سکتے ہیں:

- ۱۔ تبلیغ رسالت کا طریقہ، ۲۔ اندر و فی اسکام کے لئے کاوشیں، ۳۔ انسانی خون کی عظمت و احترام کا سبق، ۴۔ فنون حرب میں ترقی، ۵۔ خبر رسانی و ناکہ بندی کا انتظام، ۶۔ معماشی بیاد کے وقت صورتحال، ۷۔ دشمنوں کو گھیرنے اور قریب لانے کا انداز، ۸۔ تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے سیرت نبوی لکھ کر آنحضرت ﷺ کے مقام عالیٰ کے اعلیٰ وارفع ہونے پر بھرپور دلائل پیش کئے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ”بجزیرہ نمائے عرب اسلام سے پہلے کبھی ایک اقتدار کے تحت متحد نہ تھا لیکن یہ ایک انوکھا اور عجیب و غریب واقعہ تھا کہ پورے ملک نے حضرت محمد ﷺ کو متحدہ طور سے اپنا روحانی اور سیاسی سردار تسلیم کر لیا۔ جس ملک میں نزاج کا دور دورہ ہو وہاں دس ہی سال میں ایک مرکزیت اور نظام قائم کر دینا رسول کریم ﷺ کا عظیم الشان کارنامہ ہے<sup>(۲۱)</sup>۔

وہ مزید لکھتے ہیں: ”ایک شخص جس کو وطن میں جان کے لالے پڑے ہوں، صرف ایک رفیق کے ساتھ غاروں میں چھپتا، نامانوس اور دشوار گزار استوں پر چلتا، سینکڑوں میل دور جا کر پناہ گزین ہو۔ وہ دس سال بعد جب انتقال کرتا ہے تو دس لاکھ مرلٹ میل سے زیادہ کے علاقے پر حکمران ہوتا ہے“ (۲۲)۔

لکھتے ہیں: ”ہر محتاج کو مدد دینا، حق رسانی میں پیش پیش لیکن حق طلبی میں سب سے پیچھے رہنا، سادگی پسند، ملکدار، مخلص، فیاض، محنتی، فرض شناس، پابند وقت، غرض فطرت نے مکارم اخلاق کا ایک وافر حصہ آپ کو دیا تھا ۰۰“ فرداً فرداً ایسے اوصاف اور وہ میں بھی ہو سکتے ہیں اور رہے ہو گئے لیکن ان سب کا اقطاع کسی اور میں نہ تھا اور ضرورت اسی اجتماع کی تھی جس کے بعد عالمگیر و دائیٰ نبوت کی خدمت پر مامور کیا جا سکتا تھا“ (۲۳)۔

حسن یوسف ، دم عیسیٰ ، یہ بیضاواری

آنچہ خوبان ہمس دارند تو تہبا داری

## مکتوبات نبوی

ڈاکٹر صاحب نے مکتوبات نبوی کے عنوان سے جو عنوان قلمبند کیا ہے وہ خاص محنت کی نشاندہی کرتا ہے ان خطوط کا اصل متن پہلی بار سامنے آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بیان سے پڑھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مختلف بادشاہوں یا قبائل کے سرداروں کے نام جو خطوط روانہ فرمائے تھے ان کی تعداد سوا دو سو تک جا پہنچی ہے۔ آپ نے خطوط کے متن کو سامنے لانے کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ خط کب اور کتنی حالات میں لکھے گئے اور یہ بھی کہ یہ خطوط کب اور کہاں سے دستیاب ہوئے اور اپنی تحقیق اور دلائل سے ان خطوط کا اصل ہونا ثابت کیا ہے۔ علم سیرت النبی ﷺ کا اہم واقعہ بنام کسری کیلئے اصل مکتوب نبوی کی دریافت ہے ۰۰۰۰۰ خطوط کے فوٹو شائع کئے گئے جس سے کتاب کی زینت کو چار چاند لگ گئے۔

ڈاکٹر صاحب کا مطالعہ بہت وسیع تھا آپ نے اخبار مکہ کے حوالے سے جو گفتگو کی ہے وہ یقیناً آپ کی علیمت کی آئینہ دار ہے۔ آپ نے مکہ کی زندگی کا خوب خوب نقشہ کھینچا۔ ڈاکٹر حمید اللہ شام کے علاوہ بحرین کے اسفار کا تذکرہ بھی کر جاتے ہیں جس سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ چینی تاجروں اور بحرینی تاجروں کے متعلق معلومات یہ بتائی ہیں کہ ڈاکٹر حمید اللہ کے Sources بہت وسیع تھے (۲۴)۔

ڈاکٹر حمید اللہ کی سیرت نگاری کی ایک خوبی یہ ہے کہ آپ اپنی تحقیقات و تاویلات پر بعندہ نہیں ہوتے تھے بلکہ فیصلہ قاری پر چھوڑ دیتے تھے۔

اپنی ایک تصنیف میں لکھتے ہیں:

My humble studies on certain aspects of the problem, my only ambition is to focus attention of scholars to some new interpretations of old and well known facts, they have come to my mind yet I do not insist on them<sup>(۱۵)</sup>.

اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہ نے کسری پرویز کا اپنے بیٹے کے ہاتھوں قلم پر یہ تبصرہ کیا کہ: ”محظی ان اخذ کردہ نتائج پر اصرار نہیں اور اگر اہل علم ان کی اصلاح کر سکیں اور گھنیوں کو سلبھا سکیں تو سیرۃ النبیٰ کی ایک الجھن رفع ہو سکے گی“<sup>(۱۶)</sup>۔

زکوٰۃ کی فرضیت کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”اگر کہ میں زکوٰۃ فرض ہو چکی تھی جس معنی میں ہم فرض کھجھتے ہیں تو اس کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ میں مجبوراً اس نتیجے پر پہنچا ہوں بلکہ میری ذات رائے ہوگی آپ پابند نہیں کہ اسے قبول بھی کریں کہ زکوٰۃ کی ابتداء اور اس کا آغاز اخلاقی اور رضا کارانہ اساس پر ہوا“<sup>(۱۷)</sup>۔

الحققت ابتدائی طور پر ڈاکٹر حمید اللہ قانون میں الہام لک کے طالب علم تھے لیکن بعد میں علم حدیث کی طرف رغبت پیدا ہوئی کیونکہ آپ نے محضوں کیا کہ قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کے دوسرے بڑے مأخذ پر مستشرقین نے جوتیر چلائے ہیں ان کا جواب ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے ثابت کیا کہ حدیث نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مسلسل چلی آ رہی ہے۔ امام بخاری نے پیشہ احادیث امام عبد الرزاق کے ذخیر سے لفظ کیں اور انہوں نے معاشر بن راشد سے اور انہوں نے ہمام بن مدبہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے استفادہ کیا اور یہ مخواز الذکر صحابی کا ذخیرہ حضور ﷺ کے دور میں مکمل ہو چکا تھا۔ علم حدیث کی محبت، سیرت النبی ﷺ کی طرف سمجھنے لانے کا سبب بنی کیونکہ سیرت پر بہت کچھ کہنا یافتی تھا۔

آپ نے اپنی زندگی کے باقی لیام مطالعہ سیرت میں گزار دیئے، ڈاکٹر صاحب نے حضور ﷺ کے خطوط اور سیرت ابن الحنفی کے ذریعے سیرت کے باب میں ایک نئی تاریخ رقم کی۔

ڈاکٹر صاحب نے سیرت نگاری کے لئے قدیم جاہلی ادب، علم الانساب، علم التاریخ، تذکرہ نگاری، سوانح عمریاں، سفرناموں اور کتاب اللآلی کا خوب مطالعہ کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے سیرت کے مطالعہ کے حوالے سے کئی اشکالات کے جوابات تحریر کئے۔ جن کا ذکر ہم اُپر کر آئے ہیں۔ ان سوالات میں عمرو بن امیہ المصری کا انتخاب بطور سفیر، کعب بن

اشرف کا قتل، بنوظیر کے یہودیوں کو مدینہ سے نکالنے کے سوالات بھی اہمیت کے حامل ہیں (۲۸)۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ان سوالات پر فوری رائے قائم نہیں کر لیتے تھے بلکہ مسلسل غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ یہ غور و فکر تحقیق کی اصل بنیاد ہے۔ اس سے کسی تحقیق کے کام کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کی کتاب The first Written constitution کئی سوالوں کی کاوش کا نتیجہ تھی (۲۹)۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی اپنے کام سے محبت کا ذکر یوں کیا ہے: ”بر صغیر کے ایک بڑے عالم مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی مشہور کتاب اظہار الحق ہے جس میں باہل اور مسیحیت پر تقدیم ہے اس کا اردو ترجمہ کوئی پینتیس سال پہلے کراچی میں شائع ہوا تھا اور یہا مقبول ہوا۔ اس کا اشتہار ایک دینی رسالے میں چھپتا تھا اور اس میں لکھا ہوتا تھا کہ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو لندن نامگز نے لکھا تھا کہ اگر یہ کتاب دنیا میں پڑھی جاتی رہی تو مسیحیت کا خاتمه ہو جائے گا۔

ڈاکٹر صاحب نے اس ناشر کو خط لکھا اور پوچھا کہ آپ کے اشتہار میں لندن نامگز کا حوالہ دیکھا، پچھلے دنوں میں نے لندن نامگز کی فائل ۱۸۰۰ سے لے کر ۱۹۰۰ تک پوری دیکھ لی ہے اس میں مجھے یہ جملہ نہیں ملا آپ کا ذریعہ (Source) کیا ہے (۳۰)۔

### حوالہ جات

- ۱۔ شیخ عنایت اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کے سیرت نگار، فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۸۰ء۔
- ۲۔ انور محمد خالد، ڈاکٹر، اردو شتر میں سیرت رسول ﷺ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۸۹ء، ص۔ ۹۲۔
- ۳۔ حاجی الطاف حسین، حیات جاوید، عشرت پبلیکنگ ماؤنٹ، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص۔ ۳۲۶۔
- ۴۔ انور محمد خالد، ص۔ ۵۲۵۔
- ۵۔ منصور پوری، مہر نبوت، ص۔ ۳۔
- ۶۔ اختر وقار عظیم، ثلبی بحیثیت سورخ، ”قصینفات“، لاہور ۱۹۶۸ء، ص۔ ۱۳۹۔
- ۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، وارلاشاعت کراچی، ۱۹۸۰ء،
- ۸۔ طفیل محمد، نقوش، رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ج ۱۱، تقدیریم
- ۹۔ ايضاً
- ۱۰۔ The Battlefields of the Prophet, Hyderabad, Daccan, 1983

- ۱۱۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کے میدان جگ، الہدی پبلی کیشنز، اگست ۱۹۹۸۔
- ۱۲۔ Muhammad Rasulullah,Idara Islamiyat,190,Anarkali,Lahore -2 I-19
- ۱۳۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۳۰
- ۱۴۔ ایضاً ص ۲۲۶
- ۱۵۔ ایضاً، ص ۲۸۹
- ۱۶۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۲
- ۱۷۔ ایضاً، ص ۱۲
- ۱۸۔ ایضاً، ص ۹۵-۹۷
- ۱۹۔ 209-208-Muhammad Rasulullah.
- ۲۰۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ ص ۸۵-۸۸
- ۲۱۔ عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ص ۱۹۶
- ۲۲۔ ایضاً، ص ۲۳۳
- ۲۳۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۸۶
- ۲۴۔ خطبات بہاولپور، ص ۳۲
- ۲۵۔ Muhammad Hamidullah,Dr,The Prophet establishing a state and his succession,Islamabad,1988.
- ۲۶۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۲۲۳
- ۲۷۔ خطبات بہاولپور۔ ص ۳۲۰
- ۲۸۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر حمید اللہ، ماہنامہ دعوۃ، دعوۃ اکیڈمیکی ینونورشی اسلام آباد، مارچ ۲۰۰۳، ص ۲۷
- ۲۹۔ Muhammad Hamidullah,Dr,The first written constitution in the world, Lahore,1975.
- ۳۰۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق اور اس کا ترجمہ ابلاغ، کراچی، ص ۲۷
-